زمین کے سب اسباب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ظاہری حسن و جمال کے سامنے سورج، چاند اور ستارے ماند پڑ گئے۔ عارف بھٹائی رح فرماتے ہیں ؎

اڄ پرڀاتي چوڏهين ماهه چنڊ جيئن * مون گهر مون پرين جي اچڻ جي آهي
مون گهر واڌايون ٿيون، ڪامر ڪرن مر

یعنی آج مجھے چاند کی چودہ تاریخ کی طرح دنیا روشن اور جگمگاتی دکھائی دے رہی ہے۔ میرے گھر میں محبوب (مدنی) کے آنے کی بات ہو رہی ہے۔ میرے گھر میں شادمانی ہو رہی ہے اور عوام دشمن لوگ جل رہے ہیں۔

حضور پُر نور ﷺ نے انسانیت کو سب سے پہلے توحید کا سبق عطا فرمایا اور پھر عبادات کی تلقین کی اور توبہ و استغفار کے ورد کے لیے ارشاد فرمایا۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا اور اس میں کوتاہی نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔

اس سلسلے میں عارف بھٹائی رح فرماتے ہیں ؎

وحده لاشريڪ له چئي چوندو آءٌ * فرض واجب سنتون تنهن تي ڪر پرم
توبه سندي تسبيح پڙهي ساپچار * نندگا پنهنجي نفس کي ڪاسيئن راهوسوءِ
سيرياڻان جي ڳالهڙي آهي هيئن سين لاءِ * سندي دوزخ باهه تون اوڏيائين نه روحين

ان ابیات میں توحید، ادائی فرض، واجبات کی تلقین کے ساتھ توبہ و استغفار کی تلقین ہے اور دوزخ کی آگ سے دور ہونے کا یہ نسخہ بتا رہے ہیں کہ محبوب کی بات کو مت بھولنا!

ایک حدیث میں ہے کُنتُ نبیاً وآدم بین الماء والطین یعنی میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے، ان کی تخلیق نہ ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی پیدائش سے پہلے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور جمال کا جلوہ موجود تھا اور دونوں جہان آپ کے لیے بنائے گئے تھے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی انبیاء تشریف لائے وہ سب آپ کے لیے بمنزلہ ارہاص تھے اور آپ ساری مخلوق کے لیے غایت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اسی حقیقت کو عارف بھٹائی رح نے اپنے کلام کی ابتدا میں اس طرح بیان فرمایا ہے ؎

جوڙي جوڙ جهان جي جڏهن جوڙيائين · خوند خاص خلقي مُحَمَّد مڏائين
نلدر تنهن ڪونيڪي چنو چپائين · ان مولاڪ وَ انْتَ مَحْبُوبِي ايئن اَتائين

ڏکي ڏنائين ٻئي سراتون سيدچئي

مترجم :- پروفیسر ڈاکٹر سید طاہر علی

ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ ڈی۔لٹ

الموسوم بہ

فارسی شاعری کے ارتقاء میں

عربی شاعری کا ہاتھ

باب سوم

شاعری کے وہ اصناف جو ایرانیوں نے عربوں سے اخذ کیے

سابقہ باب میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کا اطلاق بالخصوص قصیدے پر ہوتا ہے۔ قصیدہ ایسی صنف ہے جو عربوں کو زمانہ ماقبل اسلام سے معلوم تھی اور باوجود مختلف حالات کے اس نے اپنی اصلی ہیئت کو کم و بیش قائم رکھا ہے۔ حال ہی میں مشرق میں مغربی تہذیب اور تصورات کے زیر اثر جدید عربی شاعری میں تھوڑی سی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

اس صنف شاعری کو جو قدیم ڈھانچے پر ڈھلی ہوئی تھی۔ ایرانیوں نے عربوں سے ماخوذ کیا اور اس میں کچھ رد و بدل کیا۔ تشبیب نے ایک نیا روپ دھار لیا[1] شاعر اب اُجڑے ہوئے خیموں کے آثار کی تصویر اپنے قلم سے نہیں کھینچتا، بلکہ اپنے قصیدے کا آغاز موسم بہار کی آمد

---

[1] بعض اوقات شعراء نے تشبیب کو یک لخت ترک کر دیا اور مدحیہ اشعار کہنے شروع کر دیئے ایسے قصیدے کو "المقتضب" کہا جاتا ہے۔ غالباً اس کی ابتدا متنبی نے کی۔ ایک قصیدے میں وہ تشبیب کی جگہ ایک معقول سوال کرتا ہے :- (عکبری : جلد ۲ صفحہ ۲۴۶) أكلّ فصيح قال شعراً متيم یعنی کیا ہر فصیح شاعر کا مریضِ عشق ہونا ضروری ہے ؟

اور دوسرے قدرتی مناظر سے کرتا ہے۔ یا پھر وجدان کی حالت پیدا کر کے اپنی خیالی محبوبہ سے خطاب کرتا ہے اور اپنے بادشاہ یا ممدوح کی مدح میں نہایت ہوشیاری سے اشعار کہتا ہے۔ بسا اوقات تشبیب میں اخلاقیات اور فلسفیانہ خیالات ہوتے ہیں جن سے یاس اور قنوطیت ٹپکتی ہے۔ بایں ہمہ کچھ ایسے شاعر بھی تھے مثلاً: منوچہری، معزی، لامعی وغیرہ، جو اب بھی عربی نمونے سے چمٹے رہے۔ ان کے منظومات میں یہ باتیں نظر آتی ہیں مثلاً وجدانی کیفیت اپنے ساتھیوں سے گزارش، اُجڑے ہوئے پرانے آثار پر ٹھہرنا، وہاں سے روانگی، تپتے ہوئے ریگستان کا سفر، اپنے اونٹ یا گھوڑے کا ذکر، تاروں بھرے آسمان کا ذکر۔ اسی باب میں ہم چند اقتباسات دیں گے جن سے یہ باتیں ثابت ہو جائیں گی۔ منوچہری خاص طور پر عربی قصیدہ کا دلدادہ معلوم ہوتا ہے، اگرچہ کبھی کبھار وہ بھی ابو نواس کی طرح چوٹ کر جاتا ہے۔ اس نے ایک قصیدے میں صاف صاف کہا ہے کہ جن قیام گاہوں کا میں نے ذکر کیا ہے، وہاں میں نے گزشتہ سالوں میں رنگ رلیاں کی تھیں[۱]۔ اس کے اشعار میں شعرائے عرب کا ذکر ہے اور اس کے ہاں پرندے اپنی نغمہ سرائی کے بدلے عربی گیت گاتے ہیں[۲]۔

---

[۱] قصیدہ نمبر ۴۳ سطر ۵ ؎ وانجا کہ بود مستی ایام گزشتہ — آنجاست ہمہ رسم اطلال و دمن ہا۔

[۲] قصیدہ نمبر ۱۱ سطور ۱۲ اور ۱۳ ؎ قوس قزح قوس وار و عالم فردوس وار — کبک دری کوس وار کرد قفانبک بہ

(یعنی قوس قزح کمان کی مانند ہے اور دنیا بہشت کے مانند ہے۔ سرخ ٹانگ والا تیتر باجا بجا کر گاتا ہے کہ ساتھیو ٹھہرو، دو آنسو بہانے دو۔) آخری مصرعہ امرء القیس کے معلقہ کا پہلا شعر یاد دلاتا ہے۔ ذیل میں دیا گیا شعر بھی ملاحظہ ہو جو قصیدہ نمبر ۱۵ سطر ۱۱ سے لیا گیا ہے ؎

نشید بلبل و صلصل — قفانبک و عن ذکری

(یعنی بلبل اور قمری قفانبک اور عن ذکری گاتی ہیں۔)

قصیدہ نمبر ۷ سطر ۱۶ میں ہے ؎ مرغ حزین روایت معبد کند ہمی (غمگین پرندہ یعنی بلبل معبد کا گیت گاتا ہے)

قصیدہ نمبر ۶ سطر ۴ میں ہے ؎ صلصل بلحن زلزل وقت سپیدہ دم — اشعار بو نواس ہمی خواند و بزیر

(باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)